قرآن وحدیث وآثارِ صحابہ وتابعین واقوالِ محدثین، نیز قیاسی وعقلی دلائل سے مزیّن تحریر

قراءت خلف الامام کی شرعی حیثیت

مؤلف:
ابواُسید عبید رضا مدنی

نام کتاب : قراءت خلف الامام کی شرعی حیثیت

از قلم : ابو اسید عبید رضا عطاری مدنی غفرلہ

طابع : ____________

کمپوزنگ : ____________

صفحات : 14

قیمت : ____________

قراء ت خلف الامام کی شرعی حیثیت

مقتدی کو امام کے پیچھے قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں خواہ نماز جہری ہو یا سری۔ بلکہ ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے اور مقتدی پر واجب ہے کہ وہ امام کی قرأت کو خوب توجہ کیساتھ سنے اور خاموش رہے۔ کیونکہ قرأت مشروع کرنے کا اصل مقصد تدبر و تفکر ہے (یعنی سوچ وبچار ہے) اور تعلیمات قرآن پر عمل کرنا ہے جیسا کہ

(اللہ عزوجل کا فرمانِ عالیشان ہے)

کِتَابٌ اَنْزَلْنَاہ اِلَیْکَ مُبَارَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْآ اٰیَاتہ [1]

ترجمہ کنزالایمان: یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمھاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں

اور قرأت کا مقصد اس وقت حاصل ہوگا جب مقتدی توجہ کیساتھ سنے گا۔ جیسے جمعۃالمبارک کا خطبہ وعظ و نصیحت کیلئے مشروع کیا گیا ہے تو اس کا سننا سامعین پر واجب ہے تاکہ خطبہ سے فائدہ حاصل ہو۔ نہ کہ ہر شخص اپنے نفس کو خطبہ دینے لگ جائے تو تدبر و تفکر قرآن کو سننے سے حاصل ہوتا ہے۔ اور خشوع و خضوع، رکوع و سجود سے حاصل ہوتا ہے۔

اب ہم تفصیلاً قرآن مجید، احادیث مبارکہ، آثارِ صحابہ وتابعین، اقوالِ محدثین اور قیاسی و عقلی دلائل سے اپنے دعویٰ کو ثابت کرتے ہیں۔

قرآن سے ثبوت

(اللہ عزوجل کا فرمان عالیشان ہے)

---

(1) پارہ 23، سورۃ صٓ، آیت 29

وَاِذَاقُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوالہ وَاَنْصِتُوالَعَلَّكُم تُرْحَمُوْنَ[1]

ترجمہ کنزالایمان: اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس آیت مبارکہ میں استماع اور انصات کو صیغہ امر کے ساتھ لایا گیا۔ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جب (دوران نماز) قرآن مجید پڑھا جائے تو قرآن مجید کا سننا خاموشی کے ساتھ (مقتدی پر) واجب ہے۔ اور کامل طور پر سننا اسی وقت کہلائے گا جب خاموش رہا جائے۔

(یعنی امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھا جائے) لہٰذا اگر کوئی مقتدی امام کے پیچھے خفیہ طور پر (یعنی سراً) قرآن پڑھے تو اس کا خفیہ طور پر قرآن مجید کی تلاوت کرکے امام کے قرآن کو سننا نہ سننے کے برابر ہوگا اور اس کا یہ فعل حکمِ قرآنی کے خلاف ہو جائے گا۔

پھر مزید یہ کہ مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے دو حکم دیے۔ ایک "فَاسْتَمِعُوْا" دوسرا "اَنْصِتُوْا" پہلا حکم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جب امام (فجر، مغرب، عشاء میں) بلند آواز سے قرآن مجید پڑھے تو مقتدی پر قرآن سننا ضروری ہے اور دوسرا حکم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جب امام (ظہر و عصر میں) آہستہ (یعنی خفیہ طور پر) قرآن پاک پڑھے تو مقتدی پر خاموشی واجب ہے۔ کیونکہ "اَنْصِتُوْا" کا عطف "اِسْتَمِعُوْا" پر ہو رہا ہے جو تقاضہ کرتا ہے کہ دونوں حکم باہم مخالف ہوں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جو ہم بیان کر دی ہے۔

تفسیرات احمدیہ

کے اندر اس آیت کریمہ کے تحت ملّا جیون علیہ رحمہ فرماتے ہیں۔ یہ آیت ایک انصاری مرد کے بارے میں نازل ہوئی جو حضور ﷺ کے پیچھے مقتدی ہوتے ہوئے نماز میں قرآن مجید پڑھتا کرتا تھا۔ جیسا کہ تفسیر حسینی میں ہے

(1) پارہ 9، سورۃ اعراف، آیت 204

اور جمہور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ مؤقف رکھتے ہیں۔ کہ یہ آیت مذکورہ صرف مقتدی کے اِستماع کے متعلق ہے۔[1]

تفسیر ابن کثیر اور تفسیر ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن مسعود نے لوگوں کو امام کے ساتھ قرآن پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا:

اَمَا اَنَّ لَکُمْ اَنْ تَفْھَمُوْا اَمَا اَنَّ لَکُمْ اَنْ تَعْقِلُوْا "وَاِذَا قُرِیَٔ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لہ وَاَنْصِتُوْا کَماَ اَمَرَکُمُ اللہ"[2]

ترجمہ: یعنی کیا تمہارے لئے وقت نہیں آیا کہ تم سمجھو؟ کیا ابھی تمہارے لئے وقت نہیں آیا کہ تم عقل کرو؟ جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اسے سنو اور خاموش رہو جیسا کہا اللہ عزوجل نے تمہیں حکم دیا ہے۔

اسی طرح کا ملتا جلتا مضمون تفسیر خازن میں بھی ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی روایات ہیں جو کہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ مذکورہ آیت مقتدی کے استماع وانصات کے متعلق ہے۔ طوالت کے ڈر سے ہم نے ان کو ذکر نہیں کیا۔

حدیث مبارکہ سے ثبوت

پہلی حدیث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ کَانَ لَہ اِمَامٌ فَقِرَاۗءَۃُ الْاِمَامِ لَہ قِرَاۗءَۃٌ

ترجمہ: جس کا امام ہو تو امام کی قراءت، اس (یعنی مقتدی) کی قراءت ہے۔

---

(1) تفسیرات احمدیہ (مترجم)،ص 584 ، مکتبہ ضیاء القرآن

(2) تفسیر ابن جریر،ص 216،تفسیر ابن کثیر ،ص292(2)

یہ حدیث اپنے مفہوم کے اعتبار سے اس بات کی طرف واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔ کہ امام کی قراءت اپنے لئے قراءتِ حقیقی ہے اور مقتدی کیلئے قراءتِ حکمی۔[1]

پھر یہ کہ وکیل کی بات کو موکل کی طرف اور نمائندے کی بات کو منیب (اصل) کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

فَاِذَا قَرَءْنَاه فَاتَّبِعْ قُرْآنَه[2]

ترجمہ: توجب ہم اسے پڑھ چکیں، اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو۔

یقیناً حضرت جبرائیل علیہ السلام قرآن کو پڑھا کرتے تھے۔ جو کہ اللہ کی طرف سے ایک نمائندے کی حیثیت رکھتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کی قراءات قرار دیا۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی فائدے کو مذکورہ حدیث میں بیان

---

(1) (طحاوی شریف جلد اوّل ،ص144،مکتبہ رحمانیہ)(کتاب الآثار(مترجم)،ص63 ،مکتبہ اعلٰحضرت)(بنایہ شرح ھدایہ بحوالہ شرح ھدایہ جلد اول،ص145مکتبہ مہر العلوم راولپنڈی)(مصنف ابی شیبہ جلد اوّل،ص292)(مؤطاامام محمد)(دارقطنی مصنف عبدالرزاق)(قرطبی جلد اوّل،ص120)(احکام القرآن للجصاص،جلد سوم،ص41)(اسی مفہوم کی حدیث عبداللہ بن عمر(طحاوی جلد اوّل ،ص143،مکتبہ رحمانیہ))(بنایہ شرح ھدایہ بحوالہ حاشیہ ھدایہ ،جلداوّل،ص144،مہر العلوم راولپنڈی)(حضرت عبداللہ بن شداد(طحاوی شریف ،جلداوّل ،ص143،مکتبہ رحمانیہ))

حضرت اَنَسؓ (بنایہ شرح ھدایہ بحوالہ حاشیہ ھدایہ ،جلد اوّل،ص144،مہر العلوم راولپنڈی) اور دیگر صحابہ سے مروی ہے۔

(2) پارہ 29،سورۃ القیٰمۃ،آیت 18

فرمایا۔کہ گویا امام مقتدیوں کا نمائندہ ہے تو لہٰذا امام کی قراءت مقتدیوں کو کفایت کرے گی اور مقتدیوں کیلئے اِستِمَاع (سننا) اور اَنصَات (خاموش رہنا) لازم ٹھہرا۔

دوسری حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (1)

اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْ تَمُ بِہٖ فَاِذَاکَبَّرَفَکَبِّرُوْاوَاِذَااقَرَاَفَانْصِتُوْا

ترجمہ: یعنی امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے پس جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب قرآن پڑھے تو خاموش رہو۔

ابوبکر نے امام مسلم سے کہا حضرت ابوہریرہ کی یہ حدیث **(اِذَاقَرَاَفَانْصِتُوْا)** کیسی ہے؟ تو امام مسلم نے فرمایا "**ھُوَ عِنْدِیْ صَحِیْحٌ**" (یہ میرے نزدیک صحیح حدیث ہے)۔ (2)

یہ حدیث مبارکہ قرآن مجید کی آیت کی تفسیر ہے اور اس مفہوم کو واضح کر رہی ہے کہ قراۃ صرف امام کا وظیفہ (یعنی کام) ہے خواہ نماز جہری ہو یا سری، سورۃ الفاتحہ ہو یا کوئی اور مقتدی پر استماع و انصات واجب ہے۔

---

(1) (مشکوٰۃ ،ص81،باب القراۃ فی الصلٰوۃ ،مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور)(طحاوی شریف جلد اوّل،ص142،مکتبہ رحمانیہ)(نسائی شریف اوّل الا فتتاح باب قول اللہ عزوجل وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ، جلداوّل ،ص146،(ابوداؤد شریف باب الامام یصلی قعودا جلد اوّل،ص89)(سنن ابن ماجہ باب القراۃ خلف الامام جلد اوّل،ص61)(مصنف ابن ابی شیبہ جلداوّل،ص414،حدیث نمبر 3799)(تفسیر ابن کثیر جلد دوم ،ص292)(تفسیر ابن جریر جلد دوم ،ص221)(احکام القرآن للجصاص جلد سوم،ص41)

(2) صحیح مسلم،جلد1،ص211،مکتبہ رحمانیہ

تیسری حدیث

حضرت سیّدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(1)

وَاِذْاقَالَ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآ لِّیْنَ فَقُوْلُوْا آمِیْنَ

ترجمہ: جب امام "غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآ لِّیْنَ" کہے تو تم آمین کہو۔

یہ حدیث مبارکہ امام اور مقتدی کے درمیان تقسیم عمل کو واضح کر رہی ہے کہ امام کا فرض منصبی قرآن پڑھنا ہے اور مقتدی کا فریضہ خاموشی سے سننا ہے۔ اور امام "ولاالضالین" کہے تو مقتدی کا کام "اٰمین" کہنا ہے۔ اور اس بات پر حدیث مبارکہ کا پورا جملہ دلالت کر رہا ہے۔ اس حدیث سے ہر ذی شعور شخص آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ امام و مقتدی کے کیا کیا فرائض حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمائے ہیں۔

چوتھی حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہری نماز سے سلام پھیرا تو فرمایا:

ہَلْ قَرَأَ مِنْکُمْ مَعِیَ اَحَدٌاٰنِفاً

یعنی کیا تم میں سے ابھی کسی نے میرے ساتھ قرآن پڑھا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! سرکار دو عالم نے فرمایا:

"اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِی اُنَازَعُ الْقُرْاٰن"

یعنی میں کہتا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ میرے ساتھ قرآن پڑھنے میں نزاع (جھگڑا) ہو رہا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات سننے کے بعد ان نمازوں میں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہری قرأت فرماتے "**فَانْتَھَی النَّاسُ عَنِ الْقِرأۃ**" تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے قرآن پڑھنا چھوڑ دیا۔[2]

---

(1) (مشکوۃ شریف ،ص79،مکتبہ اسلامی کتب خانہ لاہور)(صحیح مسلم،جلد1،ص211،مکتبہ رحمانیہ)

(2) (طحاوی جلد1،ص142،مکتبہ رحمانیہ)(مشکوۃ،ص81،اسلامی کتب خانہ لاہور)(ابوداؤد،جلد1،ص128-129،مکتبہ رحمانیہ)(جامع ترمذی،جلد1،ص178-179،مکتبہ رحمانیہ)

وَقَالَ التِّرمَذِیُّ ھٰذَاحَدِیْثٌ حَسَنٌ [1]

ترجمہ: اور امام ترمذی نے فرمایا ''یہ حدیث حسن ہے''

اس حدیث مبارکہ میں تین جملے امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھنے پر دلالت کرتے ہیں۔

'' ھَلْ قَرأَ مِنْکُمْ مَعِیَ اَحَدٌاٰنِفاً''

'' مَالِی اُنَازَعُ الْقُرْاٰن ''

'' فَانْتَھَی النَّاسُ عَنِ الْقراۃ ''

وہ اس طرح کہ صحابہ کرام کی جماعت میں سے فقط ایک شخص نے امام کے پیچھے قرآن پڑھا۔ جسکو حضور ﷺ نے منازعات (یعنی جھگڑے) سے تعبیر فرمایا۔ اور اظہارِ ناراضی فرمائی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے امام کے پیچھے قرآن پڑھنا چھوڑ دیا۔ نیز یہ حدیث اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا۔ لیکن اس کو سمجھنے کیلئے فہم وبصیرت کی ضرورت ہے۔

پانچویں حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمَامُوْمُ مُوتَمِنٌ [2]

ترجمہ: امام (مقتدی کا) ضامن ہے اور مقتدی (امام کی) پیروی کرنے والا ہے۔

امام کو اس حدیث میں ضامن قرار دیا گیا ہے۔ اب قابل غور بات یہ ہے کہ مقتدی اور امام دونوں افعال نماز اور ارکان نماز میں برابر کے شریک ہیں کہ امام و مقتدی دونوں ثناء، قیام، رکوع، سجود اور تشہد وغیرہ امور سرانجام دیتے ہیں۔ اب ان (ثناء، رکوع، سجود وغیرہ) امور میں تو امام مقتدیوں کا ضامن نہیں بن رہا کہ وہ خود (مقتدی) ان

---

(1) ترمذی شریف، جلد1، ص179، مکتبہ رحمانیہ

(2) جامع ترمذی، جلد1، مکتبہ رحمانیہ

کوادا کرے تواب یقیناً امام مقتدیوں کی قرأت کا ضامن رہ جاتا ہے۔ لہٰذا امام قرأت کرے گا اور مقتدی توجہ سے سنیں گے یا پھر خاموش رہیں گے۔

چھٹی حدیث

مفہوم حدیث ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَاءُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ (1)

یعنی لوگوں کی جماعت وہی شخص کرائے (جو تم میں سے کتاب اللہ کا اچھا قاری ہو)۔ اگر امام کی طرح مقتدی پر قرأت لازم ہو اور امام و مقتدی دونوں کی اپنی اپنی قرأت کا اعتبار ہو تو امام کیلئے "اَقْرَءُ" ہونے کی شرط لغو (یعنی بے فائدہ) اور حکمت سے خالی ہو جائے گی اور یہ بات حضور ﷺ سے بعید ہے کہ آپ کا فرمان بے فائدہ اور حکمت سے خالی ہو لہٰذا حضور ﷺ کا فرمان ذو حکمت (حکمت والا) اس وقت بنے گا جب امام کا قرآن پڑھنا مقتدی کا پڑھنا تصور کیا جائے۔

آثار صحابہ وتابعین سے ثبوت

نمبر1:

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرآن پڑھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

لَاقِرَاءَةَ مَعَ اِمَامٍ فِیْ شَیْءٍ (2)

ترجمہ: یعنی امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں کوئی قراءت جائز نہیں ہے۔

اس اثر میں (قراءۃ) نکرہ ہے اور نفی کے تحت داخل ہے اور جب نکرہ تحت النفی ہو تو عموم کا فائدہ دیتا ہے لہٰذا اس اثر سے معلوم ہوا کہ ہر قسم کی نماز سری ہو یا جہری، مقتدی کیلئے نہ فاتحہ پڑھنا جائز ہے اور نہ دیگر سورۃ کی قرأت۔

(1) (صحیح مسلم ،باب من احق بالامامۃ؟)(الھدایہ جلد1،باب الامامۃ،ص234،مکتبہ البشریٰ کراچی)

(2) (صحیح مسلم،جلد1،باب سجود التلاوۃ،مکتبہ رحمانیہ)(طحاوی،جلد1،ص144،مکتبہ رحمانیہ) (مؤطاامام محمد)(نسائی شریف)

نمبر2:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(1)

مَنْ صَلّٰی رَکْعَۃً لَمْ یَقْرَءْ فِیْھَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ یُصَلِّ اِلاَّوَرَاءَ الْاِمَامِ

ترجمہ: جس نے ایک رکعت پڑھی اور سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو گویا اس نے (نماز) نہ پڑھی البتہ امام کے پیچھے (ہو تو ضرورت نہیں)

یہ اثر موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طریقہ سے مروی ہے طحاوی میں مرفوعاً بھی موجود ہے اور اثر بھی ہمارے دعوی پر واضح اور بیّن دلیل ہے۔

نمبر3:

حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(2)

مَنْ قَرَاَخَلْفَ الْاِمَامِ فَلَیْسَ عَلَی الْفِطْرَۃِ

ترجمہ: جس نے امام کے پیچھے قرآن پڑھا وہ فطرت (یعنی دین) پر نہیں

نمبر4:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

(3)

لَیْتَ الَّذِیْ یَقْرَءُخَلْفَ الْاِمَامِ مُلِیَ فُوْہُ تُرَابَا

ترجمہ: کاش اس آدمی کا منہ مٹی سے بھر جائے جو امام کے پیچھے قران پڑھتا ہے۔

نمبر5:

حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایاَ

---

(1) (طحاوی،جلد1،ص143،مکتبہ رحمانیہ)(ترمذی،جلد1،ص180،رحمانیہ،**وقال الترمذی ھٰذا حدیث حسن صحیح**)(مؤطاامام مالک)(بنایہ شرح ھدایہ بحوالہ حاشیہ ھدایہ جلد1،ص145،مہر العلوم راولپنڈی)

(طحاوی،جلد1،ص144،مکتبہ رحمانیہ)(مصنف ابن ابی شیبہ،جلد1،ص142)

(2) (احکام القرآن للجصاص،جلد3،ص42) (مصنف عبدالرزاق،جلد2مص137،بیروت)
(دارقطنی ،جلد1،ص333،مطبوع نشر السنہ ملتان)

(3) (طحاوی،جلد1،ص143-144،مکتبہ رحمانیہ)(احکام القرآن للجصاص،جلد3،ص42)

(1)
وَوَدْتُّ اَنَّ الَّذِیْ یَقْرَاءُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ فِیہِ حَجَرٌ

ترجمہ: جو آدمی امام کے پیچھے قرآن پڑھے کاش اس کے منہ میں پتھر ہوتے۔

نمبر 6:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (2)

وَوَدْتُّ اَنَّ الَّذِیْ یَقْرَاءُ خَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ فِیہِ جَمْرَۃٌ

ترجمہ: جو آدمی امام کے پیچھے قرآن پڑھے کاش اس کے منہ میں انگارے ہوں۔

نمبر 7:

حضرت ابو جمرہ نے حضرت سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ جب امام میرے آگے ہو تو کیا میں قرآن پڑھوں تو انہوں نے فرمایا "لا" یعنی امام کے پیچھے قرآن مت پڑھو۔ (3)

نمبر 8:

عبیداللہ بن مقسم سے روایت ہے کہ انہوں نے زید بن ثابت، جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھم سے امام کے پیچھے قرآن پڑھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: (4)

لَاتَقْرَاءْخَلْفَ الْاِمَامِ فِیْ شَیْءٍمِنْ الصَّلَوٰتِ

ترجمہ: تو امام کے پیچھے کسی بھی نماز میں قرآن نہ پڑھا کر

نمبر 9:

اسود بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ چاہتا ہوں جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھے اس کے منہ میں مٹی بھر دی جائے۔ (5)

---

(1) (مصنف عبدالرزاق)(مؤطا امام محمد)(احکام القرآن للجصاص)

(2) (مصنف ابن ابی شیبہ،جلد1،ص412)(احکام القرآن للجصاص،جلد3،ص42)(مؤطاامام محمد)(سنن کبری للبیقہی، جلد2،ص160،مطبوعہ نشرالسنتہ ملتان)(مصنف عبدالرزاق ،جلد2،ص138،بیروت)(عینی ،جلد3،ص207)

(3) (احکام القرآن للجصاص،جلد3ص42)(طحاوی ،جلد1،ص144،مکتبہ رحمانیہ)

(4) (طحاوی شریف،جلد2،ص144،مکتبہ رحمانیہ)

(5) (مصنف ابن ابی شیبہ ح،3788)(مصنف عبدالرزاق ح،2810)

اقوالِ محدثین سے ثبوت

پہلا قول

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ اپنے شیخ سیّد سفیان بن عیینہ رحمۃاللہ علیہ کا قول: (لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَا یَقْرَءُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ) کے بارے میں نقل فرماتے ہیں "هٰذَا لِمَنْ یُصَلِّیْ وَحْدَ ه" یعنی یہ حدیث منفرد (یعنی اکیلے نماز پڑھنے والے) کے بارے میں ہے۔[1]

دوسرا قول

سیّدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث یعنی عبادہ بن صامت کی حدیث کا تعلق صرف منفرد سے ہی ہے۔[2]

تیسرا قول

امام شعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر (70) صحابہ رضی اللہ عنھم کو پایا کہ وہ سارے مقتدی کو امام کے پیچھے قرآن پڑھنے سے منع کرتے تھے۔[3]

چوتھا قول

ان اقوال سے پتہ چلا کہ امام کے پیچھے قرآن پڑھنے پر صحابہ کرام کا اجماع تھا۔ جیسا کہ عنقریب ہم فقہاء کے اقوال نقل کریں گے جس میں واضح بیان ہے۔

چنانچہ علامہ برہان الدین ابوالحسن علی بن ابوبکر (مرغینانی) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ "عَلَیْهِ اِجْمَاعُ الصَّحَا بَةِ" امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھنے پر صحابہ کا اجماع ہے۔[4]

---

(1) ابوداؤد شریف،جلد1،ص127،مکتبہ رحمانیہ

(2) ترمذی شریف،جلد1،ص180،مکتبہ رحمانیہ

(3) (روح المعانی،جلد9،ص152)(شرح العنایہ،جلد1،ص294)

(4) الهدایہ،جلد1،ص145،مہر العلوم راولپنڈی

پانچواں قول

علامہ بابرتی علیہ الرحمہ نے لکھاہے کہ "اس اجماع سے مراد مجتہد اور کبار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے۔ اور بقیہ صحابہ کرام کی طرف سے ان پر رد (یعنی انکار) ثابت نہیں لہٰذا یہ اجماع سکوتی ہوا۔[1]

چھٹا قول

امام کے پیچھے قرآن پڑھنے پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ کیونکہ قرأت خلف امام کے بارے میں اسّی (80) کبار صحابہ سے منع روایت ہے۔[2]

قیاسی و عقلی دلائل سے ثبوت

پہلی دلیل

آئمہ اربعہ کا متفقہ فتویٰ ہے کہ حالت رکوع میں شامل ہونے والا مقتدی اگر تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہوجائے تو ایسے مقتدی نے وہ رکعت پالی کیونکہ مدرکِ رکوع مدرکِ رکعت (یعنی رکوع کو پانے والا، رکعت کو پانے والا) ہے۔ اب یہ یقینی ہے کہ اس مقتدی نے فاتحہ یا دیگر سورۃ نہیں پڑھی لہٰذا پتہ چلا فاتحہ پڑھنا فرض نہیں، اگر فرض ورکن ہوتا تو یہ بھی قیام و تحریمہ کی طرح مقتدی سے ساقط نہیں ہوتا۔

اس قیاسی دلیل سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک بات یہ فاتحہ فرض ورکن نہیں۔ دوسری بات یہ کہ مقتدی پر قرأت فرض نہیں اگر مقتدی پر قرآن پڑھنا ضروری ہوتا تو حالت رکوع میں شامل ہونے کی صورت میں اس کو وہ رکعت نہ ملتی۔

دوسری دلیل

---

(1) العنایہ مع الفتح القدیر، جلد1، ص294

(2) بنایہ شرح ہدایہ، العنایہ ، جلد1، ص294

امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھنا اس پر صحابہ کا اجماع ہے۔ جیسا کہ ہم نے پیچھے باحوالہ ثابت کر دیا ہے۔ تو امام کے پیچھے قرآن پڑھنا مخالف اجماع ہے۔ اور اجماع کی مخالفت کرنا غیر مستحسن اور قبیح فعل ہے۔

تیسری دلیل

یہ مسلمہ اصول ہے کہ بادشاہ کے دربار میں وفد (یعنی گروہ) کا امیر ہی متکلم (کلام کرنے والا) ہوتا ہے اور اس (امیر) کی بات پورے وفد کی بات سمجھی جاتی ہے۔ تو یہاں اللہ عزوجل جو حقیقی بادشاہ ہے اسکی بارگاہ عالیہ میں امام مقتدیوں کا قائد اور امیر ہے۔ اس لئے امام کا قرآن پڑھنا مقتدیوں کا پڑھنا کہلائے گا۔

چوتھی دلیل

امام کے پیچھے قرآن پڑھنے کے بارے میں زجر و توبیخ (ڈانٹ ڈپٹ) اور وعیدیں روایات میں منقول ہیں۔ جو ہم نے پیچھے بیان کر دیں۔ یقیناً وہ مسلک اختیار کرنا جس کے قائل و فاعل پر وعید اور زجر و توبیخ ہو وہ مسلک مرجوح ہوتا ہے۔ اور مرجوح پر عمل کرنا درست نہیں۔ لہٰذا ہمارا مدعٰی (دعویٰ) ثابت ہوا۔

پانچویں دلیل

اگر شریعت مطہرہ کے درج ذیل احکام و قواعد پر نظر دوڑائی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ امام اور مقتدیوں کی نماز کا حکم ایک ہے۔

(1) ایک امام کا سُترہ مقتدیوں کیلئے کافی ہے۔ اور ہر مقتدی کیلئے علیحدہ علیحدہ سے سُترہ کی ضرورت نہیں۔

(2) امام کی نماز فاسد ہونے کی صورت میں مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔

(3) امام کی غلطی کی وجہ سے امام کے ساتھ ساتھ جملہ مقتدیوں پر سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

(4) اس پر اجماع ہے کہ مقتدی سورۃ پڑھنے کو مکلّف نہیں اور اس سورۃ میں امام کی قرأت ان مقتدیوں کو کفایت کرے گی۔

(5) مقتدی کو امام کی اتباع کلی کا حکم ہے اور ارکان میں تقدیم و تاخیر کرنے پر زجر (ڈانت) و توبیخ (مذمت) بھی کی گئی ہے۔

دلیل نمبر پانچ سے حاصل کلام یہ ہے کہ ان جملہ پانچ احکامات سے واضح ہوا کہ امام و مقتدی کی نماز شرعاً ایک ہے علیحدہ علیحدہ نہیں تو جب شرعاً نماز ایک ہے تو مقتدی اپنی علیحدہ قرأت نہیں کرے گا۔ چونکہ امام مقتدی کے لئے ضامن، قائد اور امیر و نائب کی حیثیت رکھتا ہے۔ تو لہٰذا امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے ۔اور اسی بات کی طرف حضورﷺ نے ''قِرَاءَةُ الْاِمَامِ قِرَاءَةٌ لَّہ'' کے ذریعے اشارہ فرمایا۔

تمت بالخیر